السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

ہمارے محلے میں ہر بدھ جماعت اسلامی والوں کا درس ہوتا ہے آج میں بھی شوقیہ چلی گئی وہاں جو سوال زیر بحث آیا وہ یہ کہ انہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ رفع الدین اور آمین کہیں یا نہ کہیں آپ کی مرضی ہے کافی بحث ہوئی ۔ ان کا موقف یہ تھا کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے رفع یدین کیا تھا کہ کفار آپ کے پیچھے بغلوں میں بت دبا کر کھڑے ہو جاتے تھے اسلئے آپ نے رفع یدین کیا اور کروایا ۔ اس کے بعد آپ نے ایسا کرنا چھوڑ دیا کیا ایسا ہی ہے ؟ پھر یہ کہ کیا آپ نے واقعی چھوڑ دیا تھا اور انہوں نے مزید یہ بھی کہا کہ امام شافعی اور امام مالک کے درمیان بھی بحث جاری رہی اور وہ فیصلہ نہیں کر پائے ۔ قرآن وسنت کی روشنی میں مفصل جواب دیں ۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

صورت مسئولہ میں جو دو مسئلے ذکر کیئے گئے ہیں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہیں اور صحیح احادیث سے ثابت ہیں اور مسئلہ رفیع الیدین تو ایسا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی متواتر احادیث سے ثابت نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی رفیع الیدین کو چھوڑا ہو ۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ :

((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلاَةَ، وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، رَفَعَهُمَا كَذَلِكَ))

'' تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھاتے ۔ اور جب رکوع کیلیئے تکبیر کہتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اٹھاتے تھے '' ۔

(بخاری (٧٣٥) مسلم ٤ :٩٣، ٩٣، مسند احمد ٢ :٨، ١٨،٢، ٦٢، ١٤٧ ۔ موطا امام مالک ١ :٧٥، مصنف عبدالرزاق (٢٥١٧، ٢٥١٨) ابن ماجہ (٨٥٨)

اسی طرح رفع الیدین کی رویات سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے سنن ابوداؤد ١ /١٩٣ (٧٢٦) نسائی اور مسلم ٣ /١٧٣ میں بھی مروی ہے اور سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ متاخر الاسلام ہیں ۔ چنانچہ علاما بدرالدین عینی حنفی بخاری کی شرح عمدۃ القاری ٣/٩٩ پر رمقطراز ہیں کہ :

"وائل بن حجر أسلم في المدينة في سنة من الهجرة"

'' وائل بن حجر ٩٩ ہجری میں مدینہ میں مسلمان ہوئے '' ۔

یہ حضر موت کے علاقہ میں رہنے والے تھے اور حضر موت سے مدینہ تک اس وقت کی مسافت کے لحاظ سے چھ ماہ کا سفر تھا جب پہلی دفعہ آپ کے پاس آئے اور آپ سے دین کے احکامات سیکھ کر دوبارہ اپنے وطن واپس چلے گئے پھر اس کے بعد ١٠١٠ ھ میں دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیان کرتے ہیں :

((ثُمَّ جِئْتُ بَعْدَ ذَلِكَ فِي زَمَانٍ فِيهِ بَرْدٌ شَدِيدٌ فَرَأَيْتُ النَّاسَ عَلَيْهِمْ جُلُّ الثِّيَابِ تَحَرَّكُ أَيْدِيهِمْ تَحْتَ الثِّيَابِ))

'' پھر میں اس کے بعد ایک زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا ان دنوں سخت سردی تھی میں نے لوگوں کو دیکھا کہ ان کے اوپر موٹی چادریں تھیں ۔ ان کے ہاتھ کپڑوں کے نیچے سے حرکت کرتے تھے '' ۔

(ابوداؤد (٧٢٧) ١٩٣ : ١)

اس سے معلوم ہوا کہ ١١٠٠ ھ تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رفع الیدین ثابت ہے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے جو حضرات نسخ کے قائل ہیں وہ ١٠١٠ ھ کے بعد کی عدم رفع الیدین کی کوئی صحیح روایت پش کریں اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع الیدین کا حکم اس لئے دیا کہ کافر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بت لے کر کھڑے ہو جاتے تھے جاہلوں کا پھیلا ہوا بہت بڑا جھوٹ ہے جسے بیان کرنے والا اگر کوئی عالم ہے تو اسے خدا کے عذاب سے ڈرنا چاہئے ایسی بات کا وجود تو پورے ذخیرہ حدیث میں کہیں بھی نہیں ۔ نہ کسی صحیح حدیث میں نہ ہی کسی ضعیف حدیث میں بعض لوگوں کو اپنا گرد اکھٹا کرنے کے شوق میں اور سیاسی اور جمہوری مصلحتوں میں آکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے چھوٹی بات منسوب کرنا اور اس پر اصرار کرنا خدا کے عذاب کو دعوت دینا ہے ۔ ایسی مصلحتوں کا دنیا میں تو کوئی فائدہ نہ ہوگا لیکن آخرت میں لوگوں کو خوش کرنے کی خاطر سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایسی مہم بازی کا جو نتیجہ ملے گا ، اس سے پھر وہاں کوئی بچانے والا نہ ہوگا ۔ دوسری بات یہ ہے کہ کفار کا آپ کے پیچھے آکر نماز کیلیئے کھڑا ہوان ایک مضحکہ خیز بات ہے ۔ اگر رفع الیدین اس لئے کیا کہ لوگ بغلوں میں جو بت رکھتے تھے ان کو گرانے کا ایک طریقہ تھا تو کیا پہلی دفعہ تکبیر تحریم کے ساتھ جو رفع یدین کے وقت بت نہیں گرنے دیتے وہ رکوع کی رفع یدین کے وقت کیسے گرنے دیں گے ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ترک رفع الیدین کے متعلق کوئی صحیح حدیث مروی نہیں بلکہ عمامله اس کے برعکس ہے ۔ امام جلال الدین الیسوطی رحمہ اللہ نے اپنی مایہ ناز کتاب الازھار المتنائرۃ فی الاخبار المتواترۃ میں رفع یدین کی حدیث کو متواتر کہا ہے ۔ اسطرح نظم المتنائر میں الحدیث المتواتر اور تدریب الراوی وغیرہ ملاحظہ ہوں ۔ امام شافعی اور امام مالک تو صحیح روایت کے مطابق رفع یدین کے قائلو فاعل تھے ان میں اس مسئلہ پر کوئی اختلاف اور بحث تمیحص مروی نہیں ہے ۔ امام ترمذی رحمہ اللہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عن کی رفع یدین والی روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں :

"وبهذا يقول أهل العلم من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم منهم ابن عمر وجابر بن عبد الله وابو هريرة وأنس وابن عباس وعبد الله بن الزبير وغيرهم من التابعين الحسن البصري وعطاء وطاوس ومجاهد ونافع وسالم بن عبد الله وسعيد بن جبير وغيرهم وبه يقول مالك ومعمر والأوزاعي وابن عيينه وعبد الله بن المبارك والشافعي وأحمد وإسحاق "

''یہی بات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے اہل علم کہتے ہیں ۔ ان میں سے ابن عمر ، جابر بن عبداللہ ، ابوہریرہ ، انس ، ابن عباس ، عبداللہ بن الزبیرہ وغیرہ ۔ اورتابعین میں سے حسن بصری عطا ، طاوئس ، مجاہد ، نافع ، سالم ، سعید بن جبیر وغیرہ ۔ اوریہی بات امام مالک ، امام معمر ، امام اورزاعی ابن عینیہ ، امام عبداللہ بن مبارک ، امام شافعی ، امام احمداورامام اسحاق بن راوہیہ کہتے ہیں'' ۔ (ترمذی ۲۲/۳۷)

امام ترمذی رحمہ اللہ کی اس صراحت سے معلوم ہوگیا کہ امام مالک ، امام شافعی اورامام احمد بن جنبل وغیرہ بھی رفع یدین کے قائل وفاعل تھے ۔

لہٰذا یہ بات کہنی کہ امام شافعی رحمہ اللہ اورامام مالک رحمہ اللہ کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف تھا ختم نہیں ہوسکا سراسر غلط اور بے بنیاد ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ۔ بفرض محال اگر یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ شافعی رحمہ اللہ ومالک رحمہ اللہ میں یہ اختلاف تھا توپھر بھی ان کے اختلاف کی وجہ سے مسئلہ رفع یدین پر کوئی آنچ نہیں آسکتی کیونکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی متواتر سنت ہے جوآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی ترک نہیں کی اورآپ کی حدیث کے مدمقابل توکسی امام کی بات قابل حجت نہیں ہوسکتی ۔ اگرکوئی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل میں امام کی بات کوترجیح دیتا ہے توگویا اس نے امام جوکہ امتی ہے اس کا درجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا سمجھا ہے ۔ اس کے علاوہ آمین بالجہر کی بھی احادیث کئی ایک ہیں ۔ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ :

((سمعت رسول اللہ سلی اللہ علیہ وسلم قرء غیرا المغضوب علیھم ولا الضالین فقال امین مدبھا صوتہ))

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوسنا کہ آپ نے غیرا المغضوب علیھم ولا الضالین پڑھا اورآمین کے ساتھ اپنی آواز کودراز کیا'' ۔ (ابوداوَد ۹۳۲) ترمذی (۲۴۸) ، درامی ۲۸۴ : ا ، دارقطنی ، ۳٤ ۳۳ ، بیہقی ٥٧ : ١ ، ابن ابی شبیہ ٤٢٥ : ٢)

بعض روایتوں میں مدبھا صوتہ ، کی جگہ رفع بھا صوتہ آتا ہے ۔ یعنی اپنی آواز کوبلند کیا ۔ صحیح بخاری میں ہے کہ :

"أمن ابن الزبیر ومن ورآئہ حتی أن للمسجد للجۃ"

''عبداللہ بن زبری اوران کے مقتدیوں نے اس قدر بلند آواز سے آمین کہی کہ مسجد لرز گئی'' ۔ (بخاری ۲۶۲ : ۲ ، مسند شافعی ۲۱۲،۱۵ ، بیہقی ٥۹ : ۲)

اسی طرح حضرت عطاء تابعی رحمہ اللہ سے مروی ہے جوامام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے استاذ ہیں کہتے ہیں کہ :

''میں نے مسجد حرام میں دوسو (۲۰۰) صحابہ کرام کوپایا جب امام ولاالضالین کہتا توسب صحابہ بلند آواز سے آمین کہتے تھے'' ۔ بیہقی ٥۹ : ۲ ، ابن حبان (۱۹۹۷،۱۹۹٦)

((عن عائشۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : ماحسد تکم الیھود علی شیء ماحسد تکم علی السلام والتامین))

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس قدر یہودی آمین اورسلام پر حسد کرتے ہیں اس قدر کسی چیز پر حسد نہیں کرتے'' ۔ (مصباح الزجاجہ ۱/۲۹۷)

امام بوصیری رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اوراس کے تمام رواۃ سے امام مسلم نے حجت لی ہے ۔ یہی روایت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مسند احمد ١٣٤٣٤ : ٦٢ ، ١٣٥١٣٥ ، بیہقی ٥٥٦٦ : ٢٢ ، مجمع الزوائد ، ابن ماجہ (٨٥٦٥٦) صحیح ابن خزیمہ ٥٧٤٥٧٤ وغیرہ میں موجودہ ہے ۔

ان روایات سے معلوم ہواکہ آمین رفع یدین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہیں جوکہ منسوخ نہیں ہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر ہمیشہ عمل درآمد کرتے رہے ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر صحیح معنوں میں عمل کی توفیق عطا فرمائے ۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

آپ کے مسائل اوران کا حل

ج1

محدث فتویٰ